Islamic Center

خطبه جمعة المبارک

بعنوان

سیرت ابراہیم قدم بقدم

منبر اللجنة العلمية
16

بتاریخ: 12 جولائی 2019
بمطابق: 9 ذو القعدة 1440ھ

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
03086222418

بہ اهتمام

التبیان اسلامک سینٹر

لاہور۔ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سیرت ابراہیم علیہ السلام قدم بقدم

خطبہ کے اہم عناصر:

- ❁ ابراہیم علیہ السلام دعوت کے میدانوں میں
- ❁ حیات بعد از ممات کا آنکھوں دیکھا حال
- ❁ ابراہیم علیہ السلام قوم کے بت کدے میں
- ❁ گستاخی کا مقدمہ اور عدالت کا فیصلہ
- ❁ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا باہم مناظرہ
- ❁ قوم سے نظریاتی اختلاف اور بائیکاٹ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيم أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورة النحل:123)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورة النحل:123)

(پیارے پیغمبر!) آپ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کیجئے، اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

جس پیغمبر کی پیروی کرنے کا ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا، اور جس کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ساری دنیا کے لوگ اللہ کے راستے میں لاکھوں کی تعداد میں جانور ذبح کرتے ہیں، ان کی سیرت یقیناً ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ اسی مناسبت سے آج کے خطبہ جمعہ سے سیرت ابراہیم (علیہ السلام) کے کچھ پہلو ذکر کیے جائیں گے۔

بعثت

قرآن کریم سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ماقبل زندگی پر روشنی نہیں پڑتی اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ البتہ ایک آیت سے اشارہ ملتا ہے کہ جب آپ کی دعوت

اپنے شباب پر تھی اور مخالفتوں کا بازار گرم تھا،اس وقت آپ جوانی کی عمر کو پہنچے ہوئے تھے۔قوم کے لوگ ایک موقع پر کہتے ہیں:

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (سورۃ الانبیاء:60)

ہم نے ایک نوجوان کوان کا ذکر کرتے ہوئے سنا جس کا نام ابراہیم ہے۔

ابراہیم علیہ السلام دعوت کے میدانوں میں

کتب تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم کواللہ تعالیٰ نے بیش بہانعمتوں سے مالا مال کر رکھا تھا۔اب چاہیے تو یہ تھا کہ جس عیش وعشرت،خوش حالی، فارغ البالی اور تہذیب وتمدن کی ترقی سے نوازا تھا،اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ ان نعمتوں پر اس کا شکر بجالاتے ،صرف اس کی عبادت وبندگی کرتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے۔لیکن اس قوم کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدترین قسم کے شرک میں مبتلا ہوگئی تھی۔وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں گھڑے ہوئے معبودوں کی پرستش کرتی تھی۔ان حالات میں اللہ رب العالمین نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا،تا کہ وہ بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی کا صحیح راستہ بتائیں۔

باپ کو دعوت:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بارگاہ الٰہی سے نبوت سے سرفراز کیا گیا اور حکم ملا کہ اللہ کے گمراہ بندوں تک اس کا پیغام پہنچائیں تو انھوں نے سب سے پہلے اپنے باپ کو مخاطب کیا اور اس کے سامنے اپنی دعوت پیش کی۔

○ قرآن میں جن مقامات پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کی تفصیل آئی ہے،ان میں سے بیشتر میں ان کے،اپنے باپ اور قوم دونوں سے خطاب کا ذکر ہے۔سوائے دو مقامات کے (سورۃ الانعام :74،سورۃ مریم:42) کہ ان میں صرف باپ سے خطاب ہے۔اس سے اشارہ ملتا ہے کہ دعوت کے ابتدائی مرحلے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ تک حق کا پیغام پہنچایا۔اس کے سامنے غیر اللہ کی بے بسی واضح کی،اسے شیطان کی غلامی چھوڑ کر رحمن کی غلامی میں آنے کی دعوت دی:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا (سورۃ مریم :42۔45)

جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! تو اس چیز کی عبادت کیوں کرتا ہے جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ تیرے کسی کام آتی ہے؟ اے میرے باپ! بے شک میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا، اس لیے میرے پیچھے چل، میں تجھے سیدھے راستے پر لے جاؤں گا۔ اے میرے باپ! شیطان کی عبادت نہ کر، بے شک شیطان ہمیشہ سے رحمان کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ تجھ پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آ پڑے، پھر تو شیطان کا ساتھی بن جائے۔

ان آیات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو دین کی اساسیات پر ایمان لانے کی دعوت دی اور توحید، رسالت اور آخرت کا واضح تصور پیش کیا۔ انھوں نے باپ کا پورا ادب واحترام ملحوظ رکھا اور انتہائی اپنائیت اور دل سوزی کے ساتھ سمجھایا۔ انداز مخاطب سے محبت، اپنائیت، خلوص اور خیر خواہی کے جن احساسات کا اظہار ہو رہا ہے وہ اہل زبان سے مخفی نہیں، مگر اس کا جواب باپ نے انتہائی ڈانٹ ڈپٹ سے دیا:

قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا(سورة مريم:46)

اس نے کہا کیا تو میرے معبود سے بے رغبتی کرنے والا ہے اے ابراہیم! یقیناً اگر تو باز نہ آیا تو میں ضرور ہی تجھے سنگسار کر دوں گا اور مجھے چھوڑ جا۔ اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔

قوم کو دعوت:

دعوت کے دوسرے مرحلے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ آپ کی قوم اپنے ہی تراشیدہ بتوں کے آگے سر جھکاتی تھی۔ انہیں اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتی تھی۔ اپنے اس عمل کی ان کے پاس کوئی اگر کوئی دلیل تھی تو بس یہ کہ اپنے باپ دادا کو صدیوں سے انھوں نے ایسا ہی کرتے دیکھا تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کے عقیدہ باطل پر کاری ضرب لگائی، ان کی گمراہی واضح کی اور ان کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ(سورة الانبياء:52_56)

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا: یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے اس نے کہا: تم بھی گمراہ ہو اور

تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا: کیا تو ہمارے سامنے اصلی خیالات پیش کر رہا ہے یا مذاق کر رہا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں بلکہ فی الواقع تمہارا رب وہی ہے، جو زمین اور آسمانوں کا رب اور ان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس پر میں تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت توحید سن کر ان کی قوم کو یقین نہ آیا کہ وہ اس میں سنجیدہ ہیں۔ اس نے دریافت کیا کہ باپ دادا کے رسم ورواج اور طریقے کے برخلاف ایک دوسرا طریقہ پیش کر کے کہیں وہ مذاق تو نہیں کر رہے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ قوم نے یہ بات آغاز دعوت میں کہی تھی۔

○ قرآن میں ایک دوسرے موقع پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان ہونے والی گفتگو اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت تفصیل سے مذکور ہے:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ (سورة الشعراء: 70_82)

اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا: یہ کیا چیزیں ہیں جن کو تم پوجتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: کچھ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں اور ہم انہی کی سیوا میں لگے رہتے ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جنہیں تم پکارتے ہو؟ یا یہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا ہے۔ اس پر ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: کبھی تم نے (آنکھیں کھول کر) ان چیزوں کو دیکھا بھی ہے جن کی بندگی تم اور تمھارے پچھلے باپ دادا بجالاتے رہے؟ میرے تو یہ سب دشمن ہیں۔ بجز ایک رب العالمین کے، جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی رہنمائی فرماتا ہے، جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے، جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ مجھ کو زندگی بخشے گا اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا میں وہ میری خطا معاف فرما دے گا۔

ان آیات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تفصیل سے واضح کیا کہ کسی کے معبود ہونے کے لیے اس کا کن کن صفات سے متصف ہونا ضروری ہے، انھوں نے فرمایا کہ چونکہ رب العالمین میں یہ صفات پائی جاتی ہیں، اس لیے میں اس کی عبادت بجالاتا ہوں اور چونکہ یہ بت ان تمام اوصاف سے محروم ہیں اس لیے ان کی

عبادت میں میں سراسر خسارہ دیکھتا ہوں، یہ سب میرے دشمن ہیں۔

○ایک موقع پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت ان الفاظ میں قرآن مجید میں مذکور ہے:

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ(سورة العنكبوت:16/17)

اور ابراہیم (علیہ السلام) کو بھیجا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ تم اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پوج رہے ہو، وہ تو محض بت ہیں اور تم ایک جھوٹ گھڑ رہے ہو۔ درحقیقت اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو، وہ تمہیں کوئی رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو، اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

○ایک موقع پر اپنی قوم سے یوں گویا ہوئے:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة الصافات:85/87)

اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیا چیزیں ہیں جن کی تم عبادت کر رہے ہو؟ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ گھڑے ہوئے معبود چاہتے ہو۔ آخر رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟

دعوت کا ایک نیا انداز:

یہ تو ظاہر ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کرتی تھی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ ان کے اس عقیدے پر بھی ضرب لگائی جائے اور ان پر واضح کیا جائے کہ یہ معبود نہیں ہیں بلکہ خود اپنے پیدا کرنے والے کے محتاج ہیں۔ چنانچہ اس کام کے لیے انہوں نے ایک نیا انداز اختیار کیا، جسے قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورة الانعام:76/79)

تو جب اس پر رات چھا گئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا کہنے لگا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہونے ہوگیا تو اس نے کہا میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ پھر جب اس نے چاند کو چمکتا ہوا دیکھا، کہا یہ یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہوگیا تو اس نے کہا یقینا اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی تو یقینا میں ضرور گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر جب اس نے سورج چمکتا دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ غروب ہوگیا کہنے لگا اے میری قوم! بے شک میں اس سے بری ہوں جو تم شریک بناتے ہو۔ بے شک میں نے اپنا چہرہ اس کی طرف متوجہ کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، ایک (اللہ کی) طرف ہو کر اور میں مشرکوں سے نہیں۔

۞ ان آیات کے مفہوم کے بارے میں حضرات مفسرین کے مابین کچھ اختلاف پایا جاتا ہے:

○ مفسرین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ آیات سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فکری ارتقاء پر دلالت کرتی ہیں، چونکہ ان کی ولادت اور پرورش ایک غار میں ہوئی تھی، تو جب وہ سن رشد کو پہنچنے کے بعد وہاں سے نکلے، تب انہوں نے اجرام سماوی کو دیکھا۔

○ مفسرین کے دوسرے گروہ کا کہنا یہ ہے کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو سمجھانے کے لیے ایک تدبیر اختیار کی اور وہ یہ کہ ایک رات انہوں نے ایک چمکتا ہوا ستارہ دیکھا تو بولے: یہ میرا رب ہے۔ یہ بات انہوں نے اس طرح فرمائی ہوگی کہ دوسرے لوگوں کے کانوں میں پڑ جائے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو اسی انداز میں کہ دوسرے لوگ بھی سن لیں، فرمایا: میں ڈوب جانے والوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ بات چونکہ انہوں نے قوم کے لوگوں کو براہ راست مخاطب کر کے نہیں فرمائی تھی، اس لیے وہ مشتعل نہیں ہوئے۔ البتہ سوچ میں ضرور پڑ گئے ہوں گے۔ پھر چاند کو دیکھ کر انہوں نے اسی انداز میں وہی بات کہی جو ستارے دیکھ کر کہی تھی۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو دوسروں کو سنانے کے لیے خود کو مخاطب کر کے کہا: اے میرے رب! اگر تو نے میری راہنمائی نہ کی تو میں گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔ اسی طرح ایک موقعہ پر انہوں نے سورج کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے اور یہ بڑا رب ہے۔ پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو آپ نے پرزور اسلوب میں شرک سے برات کا اعلان کرتے ہوئے لوگوں کے ضمیر کو جھنجوڑتے ہوئے کہا: اے میری قوم! میں ان چیزوں سے اظہار براءت کرتا ہوں، جنہیں تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے اپنا رخ اس ہستی کی جانب پھیر لیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں اس کی طرف یکسو ہوں اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

○ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے تینوں جوابات جو دعوت توحید سے بھرپور تھے، سن کر قوم جھگڑے پر اتر آئی، اپنے معبودوں سے ڈرانے دھمکانے لگی، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا (سورة الانعام: 80/81)

اور اس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا، اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو، حالانکہ یقیناً اس نے مجھے ہدایت دی ہے اور میں اس سے نہیں ڈرتا جسے تم اس کے ساتھ شریک بناتے ہو، مگر یہ کہ میرا رب کچھ چاہے، میرے رب نے ہر چیز کا احاطہ علم کر رکھا ہے، تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

✪ سیاق وسباق سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے:

① آیت 74 میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خطاب اپنے باپ سے تھا اور انہوں نے اس کی بت پرستی کو گمراہی قرار دیا تھا۔ اگلی آیت کو کذالک (اسی طرح) سے مربوط کیا گیا ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان میں بھی دراصل مناظرہ ہی کر رہے تھے۔

② چاند کے ڈوب جانے کے بعد انہوں نے فرمایا: اگر میرے رب نے میری راہنمائی نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا ہوتا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کو تلاش نہیں کر رہے تھے بلکہ ان کا پہلے سے اس پر ایمان تھا۔

③ یہ معاملہ قوم سے وابستہ تھا، اسی وجہ سے انہوں نے تیسری مرتبہ سورج ڈوبنے کے بعد قوم سے خطاب کرتے ہوئے شرک سے براءت کا اعلان کیا تھا۔ اگر یہ خود ہی ان کے فکری ارتقاء کا معاملہ تھا تو قوم سے خطاب کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

⑤ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اس گفتگو کو اللہ تعالیٰ نے، ان کی قوم کے مقابلے میں اپنی جانب سے حجت قرار دیا ہے۔

حیات بعد از ممات کا آنکھوں دیکھا حال

موت کی حقیقت ہر انسان تسلیم کرتا ہے، مگر اکثر مشرک قومیں حیات بعد از ممات کی انکاری ہی رہی ہیں اور گمراہ عوام کی تاریخ پر ایک نظر ڈالی جائے تو ان کی دین سے بے رغبتی، قساوت قلبی اور اخلاقی بگاڑ کا سب سے بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایمان بالآخرۃ کے اصول کو فراموش کر چکے تھے۔ بالکل یہی حال قوم

نمرود کا تھا، اسی لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کیا کہ مجھے دکھائیں کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں تاکہ عین الیقین بھی ہو جائے اور قوم بھی مرنے کے بعد جی اٹھنے اور حساب و کتاب ہونے پر ایمان لا سکے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورة البقرة:260)

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ فرمایا اور کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں اور لیکن اس لیے کہ میرا دل پوری تسلی کر لے۔ فرمایا چار پرندے پکڑ اور انھیں اپنے ساتھ مانوس کر لے، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک حصہ رکھ دے، پھر انھیں بلا، دوڑتے ہوئے تیرے پاس آ جائیں گے اور جان لے کہ بے شک اللہ سب پر غالب کمال حکمت والا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام قوم کے بت کدے میں

قوم میلے میں مصروف تھی، تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام قوم کے خداؤں سے ملاقات کرنے کے لئے بت کدے میں پہنچ جاتے ہیں اور جس طرح ان سے مخاطب ہوئے، قرآن مجید نے اس کا منظر یوں کھینچا ہے:

فَرَاغَ إِلَى آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ (سورة الصافات:91_93)

تو وہ چپکے سے ان کے معبودوں کی طرف گیا اور اس نے کہا کیا تم کھاتے نہیں؟ تمھیں کیا ہے کہ تم بولتے نہیں؟ پھر وہ دائیں ہاتھ سے مارتے ہوئے ان پر پل پڑا۔

○ اور ان کا جو حشر کیا اس کا نقشہ قرآن مجید نے یوں پیش کیا ہے:

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (سورة الانبياء :58_60)

پس اس نے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، سوائے ان کے ایک بڑے کے، تاکہ وہ اسی کی طرف رجوع کریں۔ انھوں نے کہا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ بلاشبہ وہ یقیناً ظالموں سے ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے ایک جوان کو سنا ہے، وہ ان کا ذکر کرتا ہے، اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔

گستاخی کا مقدمہ اور عدالت کا فیصلہ

بادشاہ وقت کی گستاخی کے الزام پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ پھر حکم ہوا:

قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ(سورة الانبياء :61)

انھوں نے کہا پھر اسے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لاؤ، تاکہ وہ گواہ ہو جائیں۔

○ چنانچہ آپ علیہ السلام کو لایا گیا اور یہ مکالمہ زیر بحث آیا:

قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ فَرَجَعُوا إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَى رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ أُفٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ(سورة الانبياء :62۔67)

انھوں نے کہا کیا تو نے ہی ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کیا اے ابراہیم؟ اس نے کہا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہے، سو ان سے پوچھ لو، اگر وہ بولتے ہیں تو وہ اپنے دلوں کی طرف لوٹے اور کہنے لگے یقیناً تم خود ہی ظالم ہو۔ پھر وہ اپنے سروں پر الٹے کر دیئے گئے، بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں۔ کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ نفع دیتی ہے اور نہ تمھیں نقصان پہنچاتی ہے؟ اف ہے تم پر اور ان چیزوں پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، تو کیا تم سمجھتے نہیں۔

○ مجمع عام میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پوری قوم لاجواب ہو کر ہکی بکی رہ گئی، آپ کو ان کے معبود ان باطلہ کی تردید کرنے کے بعد توحید باری تعالیٰ بیان کرنے کا موقع ملا:

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ(سورة العنكبوت:16۔18)

اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ تم اللہ کے سوا چند بتوں ہی کی عبادت کرتے ہو اور تم سراسر جھوٹ گھڑتے ہو، بلاشبہ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو تمھارے لیے کسی رزق کے مالک نہیں ہیں، سو تم اللہ کے ہاں ہی رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے

پہلے کئی امتیں جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمے تو کھلم کھلا پہنچا دینے کے سو کچھ نہیں۔

آگ کے شعلے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سلامتی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ (سورۃالعنکبوت: 24)

پھر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انھوں نے کہا کہ اسے قتل کر دو، یا اسے جلا دو۔

○ایک اور دوسرے مقام پر فرمایا:

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ (سورة الصافات: 94_97)

تو وہ دوڑے ہوئے اس کی طرف آئے۔اس نے کہا کیا تم اس کی عبادت کرتے ہو جسے خود تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا اور اسے بھی جو تم کرتے ہو۔انہوں نے کہا اس کے لیے ایک عمارت بناؤ، پھر اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دو۔

○اور فہم وفراست سے عاری لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ:

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ (سورة الانبياء: 68)

انھوں نے کہا اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اگر تم کرنے والے ہو۔

یعنی اپنی ہی زبانوں سے اپنے معبودوں کی بے کسی کا نوحہ کر رہے تھے۔

○لوگوں کے اسی فیصلے کے مطابق ایک بہت بڑی عمارت میں آگ سلگائی گئی ،جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ڈال دیا گیا ،اب ہر فرد منتظر تھا کہ ابھی ابھی ہمارے بزرگوں کا گستاخ جل کر راکھ ہو جائے گا اور ہمارے بزرگوں کی عظمت قائم رہے گی ، ہمارا مذہب سچا ثابت ہوگا، مگر اللہ رب العزت بھی اپنے وفادار بندے کو کبھی بے یارومددگار ہرگز نہیں چھوڑتا، چنانچہ رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور آسمانوں سے اللہ کا حکم آگ پر نافذ ہوتا ہے:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ (سورة الانبياء: 69_70)

ہم نے کہا اے آگ! تو ابراہیم پر سراسر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا۔اور انھوں نے اس کے ساتھ ایک چال کا ارادہ کیا تو ہم نے انھی کو انتہائی خسارے والے کر دیا۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے:

فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ(سورة العنكبوت :24)

تو اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

حکمرانوں سمیت ساری قوم حیراں و ششدر رہ گئی، مگر اللہ کی اتنی بڑی نشانی دیکھ کر بھی انہیں ایمان لانے کی توفیق میسر نہ ہوئی۔

آگ سے نکلنے کے بعد قوم کو خطاب

آگ سے نکلنے کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو مخاطب کر کے کہا:

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ(سورة سورة العنكبوت :25)

اور اس نے کہا بات یہی ہے کہ تم نے اللہ کے سوا بت بنائے ہیں، دنیا کی زندگی میں آپس کی دوستی کی وجہ سے، پھر قیامت کے دن تم میں سے بعض بعض کا انکار کرے گا اور تم میں سے بعض بعض پر لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانا آگ ہی ہے اور تمہارے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا باہم مناظرہ

اپنے آپ کو خدا کہلانے والے نمرود کو اپنی جھوٹی خدائی کے چلے جانے کا خدشہ لاحق ہو گیا تو اس نے اپنی انانیت کی خاطر ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑنا شروع کر دیا، جیسے قرآن مجید نے ان کلمات میں بیان کیا ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(سورة البقرة :258)

کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، اس لیے کہ اللہ نے اسے حکومت دی تھی، جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے، اس نے کہا میں زندگی بخشتا اور موت دیتا ہوں، ابراہیم نے کہا پھر اللہ تو سورج کو مشرق سے لاتا ہے، پس تو اسے

مغرب سے لے آ،تو وہ جس نے کفر کیا تھا حیرت زدہ رہ گیا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اب نمرود پر تمام حقائق واضح ہو چکے تھے اپنی سلطنت کو بچانے کی خاطر حق بات پر ایمان نہ لایا۔حق سے روگردانی کے بعد عذاب الٰہی اس طرح مسلط ہوتا ہے کہ انا ربکم الاعلی کہلانے والے کی ناک کے راستے سے دماغ میں مچھر داخل ہوتا ہے، سر میں شدید درد ہوتی ہے، قلق واضطراب کا عالم طاری ہوجاتا ہے، نوکر مقرر کیا جاتا ہے، سر میں جوتے مارتا ہے تو لمحہ بھر آرام نصیب ہوتا ہے، پھر درد شروع ہوجاتا ہے، پھر جوتے پڑتے ہیں، یوں خدائی کا دعویدار جوتے کھاتے کھاتے مرجاتا ہے۔

قوم سے نظریاتی اختلاف اور بائیکاٹ

توحید کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے، وہاں غیروں کی الوہیت وربوبیت کا باطلہ کا انکار بھی کیا جائے ،صرف انکار ہی نہیں ، بلکہ مشرکین اور ان کے شرکاء سے عداوت اعلان بانگ دہل کیا جائے ،اسی پر بس نہیں بلکہ موحد انسان اپنے پختہ نظریات اور اٹل عقائد کی وجہ سے اللہ کے دشمن کے دل میں کھٹکتا رہے۔

اسی طرح کی عداوت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مول لی ،اور قوم سے براءت کا اعلان ڈنکے کی چوٹ پر کیا، قوم کے عقائد کی نفی کی ،ان کے خداؤں کا قلع قمع کیا،حکمران سے ٹکر لی ، باپ اور قوم کی محبتوں کی پرواہ نہ کی ،پھر قرآن مجید نے بھی آپ کے اس عمل کو کلمہ باقیہ قرار دیا اور رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لئے ایمان کا معیار بنادیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ(سورة الممتحنة :4۔6)

یقینا تمہارے لیے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ایک اچھا نمونہ تھا، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم تم سے اور ان تمام چیزوں سے بری ہیں جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، ہم تمھیں نہیں مانتے اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا ہے۔

یہاں تک کہ تم اس اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ، مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا (تمہارے لیے نمونہ نہیں) کہ بے شک میں تیرے لیے بخشش کی دعا ضرور کروں گا اور میں تیرے لیے اللہ سے کسی چیز (کے دلوانے) کا مالک نہیں ہوں، اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسا کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں ان لوگوں کے لیے آزمائش نہ بنا جنھوں نے کفر کیا اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب! یقیناً تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے ان میں اچھا نمونہ تھا، اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور جو کوئی منہ پھیرے تو یقیناً اللہ ہی وہ ذات ہے جو بے پرواہ ہے، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

○ یہی بات دوسرے مقام پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے ان الفاظ میں بھی مرقوم ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (سورۃ الزخرف: 26۔28)

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا بے شک میں ان چیزوں سے بالکل بری ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا، پس بے شک وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔ اور اس نے اس (توحید کی بات) کو اپنے پچھلوں میں باقی رہنے والی بات بنا دیا، تاکہ وہ رجوع کریں۔

○ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے گھر سے نکلتے وقت باپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے لیے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، مگر جب یقین ہو گیا کہ ہدایت اس کی قسمت میں نہیں، یہ رب کا پکا باغی ہے تو اس وعدے سے بھی باز آ جانے کا اظہار کیا جس ذکر سورۃ التوبہ میں اس طرح ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ (سورۃ التوبہ: 114)

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا نہیں تھا مگر اس وعدہ کی وجہ سے جو اس نے اس سے کیا تھا پھر جب اس کے لئے واضح ہو گیا کہ بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گیا۔ بے شک ابراہیم یقینا بہت نرم دل، بڑا بردبار تھا۔

(جاری ہے)

رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

03086222418

03111701903

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:

03111701903

03036604440

03086222416